Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | جمعرات: ۲۵- شعبان ۱۴۱۳ھ، ۱۸- تبلیغ ۱۳۷۲ہش، ۱۸- فروری ۱۹۹۳ء | نمبر ۴۲

اپنی محبّت کا خود امتحان کریں

انسان اپنی محبّت کا خود امتحان کرے۔ اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی، اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی کی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے۔ اور ضرور ضرور خدا تعالیٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صـ۲۱۲)

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"صفاتِ حسنہ اور اخلاقِ فاضلہ کے دو ہی حصّے ہیں اور وہی قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لُبِّ لباب ہیں۔ اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا فسق و فجور سے بچنا اور کل محرماتِ الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔ دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوعِ انسان سے نیکی کرے۔ بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں۔ بڑے خطرے میں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستّار ہے۔ غفّار ہے۔ رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے۔ مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہؤا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں ہی ہو۔ اور نماز، روزہ وغیرہ احکامِ شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو۔ مگر حق العباد کی پروا نہ کرنے کی وجہ سے اس کے اور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۵۷۲)

خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان لانے سے بدیاں دُور ہوتی ہیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل

"صفاتِ الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو۔ انسان اگر خدا کے علیم و خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ہی ایمان لاوے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت اور کسی جگہ بھی غائب نہیں ہو سکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے کہ سرزد ہو۔ غفلت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ غفلت گناہوں کی جڑھ ہے ورنہ اگر غفلت اور صفات سے بے علمی اور بے ایمانی نہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا کو قادر و مقتدر اور احکم الحاکمین، علیم و خبیر اور اخذ شدید والا مان کر اور یقین کر کے بھی اس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ حالانکہ اپنے معمولی دوستوں آشناؤں حاکموں اور شرفاء کے سامنے جن کا نہ علم ایسا وسیع اور نہ ان کی طاقت اور حکومت خدا کے برابر۔ ان کے سامنے بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے رُکتا ہے اور خدا سے لاپرواہ ہے اور اس کے سامنے گناہ کئے جاتا ہے اس کی اصل وجہ صرف ایمان کی کمی اور صفاتِ الٰہی سے غفلت اور لاعلمی ہے۔

پس یقین جانو کہ اللہ اور اس کے اسماء اور صفات پر ایمان سے بہت بدیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ پھر انسان کی فطرت میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ انسان اپنی ہتک اور بے عزّتی سے ڈرتا ہے اور جن باتوں میں اسے اپنی بے عزّتی کا اندیشہ ہوتا ہے ان سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ دُنیا میں اس کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے گھر میں یا محلے میں یا گاؤں یا شہر میں یا اگر بہت ہی مشہور اور بہت بڑا آدمی ہے تو ملک میں بدنام ہو سکتا ہے مگر قیامت کے دن جہاں اولین و آخرین خدا کے کل انبیاء اولیاء (۔۔) اور (۔۔) اور کل صالح اور متقی (۔۔) بزرگ باپ دادا وغیرہ اور ماں بہن، بیوی بچے غرض کل اقربا (۔۔) موجود ہوں تو ذرا اس نظارے کو ہمیشہ آنکھ کے سامنے رکھو اور پھر دیکھو تو سہی کیا گناہ ہونا ممکن ہے۔ جب انسان ذراسی بے عزّتی اور معدودِ چند آدمیوں

باقی صـ۷ پر

تقریب رخصتانہ

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ قانتہ بشریٰ صاحبہ کی شادی ہمراہ عزیز مکرم منصور احمد صاحب کھوکھر صاحب ابن مکرم عبدالقیوم کھوکھر صاحب حال جرمنی بتاریخ ۲۷ جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعرات بعد عصر ایوان محمود ربوہ میں انجام پائی۔

اس موقع پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مختصر دعائیہ کلمات میں کہا کہ دلہن کے والد محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اور جہاں تک دولہا کا تعلق ہے وہ مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب کھوکھر جو تحریک جدید میں خدمات بجالاتے رہے ہیں کے پوتے اور مکرم مظفر حسین عباسی صاحب کے نواسے ہیں۔ مکرم مولانا نے کہا کہ احمدیت نے ہمیں ایک دوسرے کے اتنے قریب کر رکھا ہے کہ رخصتی کے وقت جس طرح کے پاکیزہ جذبات والدین کے ہوتے ہیں اسی طرح کے جذبات دیگر شامل ہونے والوں کے بھی ہیں۔ اور یہ قربت کا تعلق کسی اور معاشرے کو نصیب نہیں۔

محترم مولانا صاحب نے کہا کہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد جماعت کے معروف عالم اور خادم دین ہیں اور دربار امامت نے انہیں جس محاذ پر بھی بٹھایا ہے ہماری شہادت اور رؤیت یہ ہے کہ وہ بڑی پامردی اور ہمت کے ساتھ اس کو سنبھالے ہوئے ہیں اور نبھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ ہر پریشانی سے محفوظ رکھے اور اولاد کی طرف سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور اپنے فضلوں کا مورد بنائے رکھے۔

اس کے بعد مولانا موصوف نے اجتماعی دُعا کرائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸۔ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش ۱۸۔ فروری ۱۹۹۳ء

محنت۔ محنت اور پھر محنت

ذہانت بہت کام آتی ہے۔ لیکن یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ محنت اس سے بھی زیادہ کام آتی ہے۔ انسان ذہین ہو اور کام کی طرف توجہ نہ دے تو کامیابی تقریباً ناممکن ہو جائے گی۔ لیکن انسان کسی کام کی طرف توجہ دے اور محنت کرے تو اس کا پھل اسے ضرور ملے گا۔ ذہانت سے انسان اچھی باتیں سوچ سکتا ہے۔ اچھا طریق کار اس کے سامنے آ سکتا ہے۔ اور غلط انداز سے بچ سکتا ہے۔ لیکن منزل تک پہنچنے کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ اور محنت کے بغیر کچھ حاصل کرنا مستقل نتائج نہیں پیدا کر سکتا۔ اسی لئے جب زندگی میں کامیاب لوگوں سے ان کی کامیابی کا راز پوچھا جاتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ محنت۔ محنت اور پھر محنت۔

جس طرح محنت دنیاوی کاموں میں کام آتی ہے اسی طرح محنت دینی امور میں بھی کام آتی ہے۔ جب تک کوشش نہ کی جائے اور محنت اور لگن کے ساتھ کوئی بات حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ دی جائے مُراد پوری نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ اس کا حصول ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے۔ لیکن خدا کا حصول بھی محنت چاہتا ہے۔ آخر خدا کا حصول ہے کیا۔ ہم اپنی زندگی کو اس کے احکام کے مطابق ڈھال لیں۔ اس کی بتائی ہوئی نیکیاں کریں۔ اس کی رضا حاصل کرنے کے تمام طریقے استعمال میں لائیں۔ تو کہا جا سکتا ہے کہ خدا کو پا لیا ہے۔ جن باتوں سے وہ خوش ہوتا ہے وہ کریں۔ جن سے ناراض ہوتا ہے وہ ترک کریں۔ یہی اس کا حصول ہے۔ اور ان باتوں کیلئے محنت کی ضرورت ہے۔ مستقل مزاجی سے نیکیاں کرتے رہنے اور بُرائیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اس بات کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں "دیکھو دنیا بھی آخر مُفت تو نہیں مل جاتی۔ دنیا کے وعدے دینے والے بھی تو محنتیں چاہتے ہیں۔ امتحان لیتے ہیں۔ بصورت کامیابی اور پھر عمدہ کارگذاری سے کچھ ملتا ہے۔ اسی طرح اگر وہی محنت دوسرے رنگ میں خدا کے واسطے کی جاوے تو اجر یقینی ہیں نہ دین جاوے اور نہ دنیا۔ بلکہ بیک کرشمہ دو کار والی بات۔ نالے حج نالے ونج کا معاملہ ہو جاوے۔ مگر کم ہیں جو ان باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ دعا میں لگا رہے اور کسی قدر تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ شائد کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے دے۔"

دنیا کیلئے بھی محنت اور دین کیلئے بھی محنت۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کیلئے محنت کر کے بھی دین کمایا جا سکتا ہے۔ اور دین کیلئے بھی محنت کر کے دنیا حاصل کی جا سکتی ہے۔ بس محنت اور سچی محنت۔ لگن اور سچی لگن پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کا یہ فضل نہیں ہے تو ہے کیا بات
انجانے میں رفتار مری ہو گئی کچھ تیز
ماحول پہ رہتی ہیں ہمہ وقت نگاہیں
بدلے ہوئے حالات ہیں میرے لئے مہمیز

ابو الاقبال

تیرا در ہو گا میرا سر ہو گا
تب مری بات میں اثر ہو گا

تیری نظروں میں آگیا ہے جو
وہ بھی تو صاحبِ نظر ہو گا

ساری دنیا میں نور ہے جس کا
شمس ہو گا وہ یا قمر ہو گا

خالقِ کُل کا جو بھی بندہ ہے
بے ہُنر بھی وہ با ہُنر ہو گا

چاند تاروں کی گرد ہے جس پر
میرے طاہر کا ہمسفر ہو گا

ساری دنیا سے بولتا ہے جو
ساری دنیا سے باخبر ہو گا

دل سے دل تک جو بات پہنچے گی
قصّۂ درد مختصر ہو گا

صاحبِ اقتدار کچھ بھی ہو
صاحبِ دار معتبر ہو گا

جو قلندر ہے اس پہ شک نہ کرو
یا اِدھر ہو گا یا اُدھر ہو گا

اس کو سینچا ہے خون سے ہم نے
باغ اپنا بھی بار ور ہو گا

راجہ نذیر احمد ظفرؔ

نفسانیت کے کیڑے سے بچیں

سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کاموں کے بڑھنے کے نتیجہ میں آپ خدا سے تعلق کو بڑھائیں اور اس پر انحصار کریں۔ اس کا برعکس بہت ہی خطرناک ہے۔ جہاں آپ یہ خیال کریں کہ گویا آپ کے زور پہ کام چل رہا ہے۔ وہاں نفسانیت کا ایک کیڑا داخل ہو جاتا ہے جو نیک اعمال کو کھانے لگتا ہے۔ اور وہیں کاموں میں خرابی کی بنیادیں پڑ جاتی ہیں۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ایک اسیرِ راہ مولا سے ملئے

یہ جنوری ۱۹۶۷ء کی بات ہے ۔ سکھر ٹریننگ کالج کا جائزہ لینے وہاں پہنچا تو سٹاف میں سے ایک نوجوان نے اپنی طرف متوجہ کیا ۔ خوش شکل ۔ لبوں پہ ہلکا سا تبسم ۔ لباس نفاست کا آئینہ دار ۔ آنکھوں میں اپنائیت کی چمک ۔ مفصل ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ تو اپنے ہی ہیں ۔ قربت اور بڑھی ۔ جمعہ کے روز ان کے والد محترم کے ہاں بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں ۔ مخلص ساتھی متواضع بھی نکلے ایک دو بار شکار کھیلنے بھی لے گئے ۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود ہم دونوں اتنے قریب نہ آسکے جتنا کہ بعد کے حالات نے کر دیا! انہیں اسیرِ راہ مولا ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ۔ تو خط و کتابت کا سلسلہ چل نکلا ۔ ہر خط میں وہ قریب تر ہوتے گئے ۔ ہر صبح ان کے لئے زاری والحاح سے دعا کرنے کا موقع ملنے لگا ۔ وہ میرے خط کے منتظر رہتے اور میں ان کے لئے بے قرار ۔ مگر آج میں قلم کو روکوں گا کیونکہ چاہوں گا کہ قارئین ان کے خطوط کے آئینہ میں ان کی ایک جھلک ملاحظہ کریں ۔ ان کی علم و حکمت کی باتیں سنیں ۔ ان کے عظمت کردار سے آگاہی حاصل کریں ۔ اور ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں ۔ میرا یہ فرض تھا بلکہ مجھ پہ یہ قرض تھا کہ ایک دوست کی امانت دوستوں تک پہنچا دوں تا یہ تاریخی تحریریں محفوظ ہو جائیں ۔ سو آئیے ملئے مکرم و محترم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب سے ۔ (یہ سب اقتباسات ان کے خطوط کے ہیں) پروفیسر قریشی صاحب رقمطراز ہیں :۔

آقا کا التفات و کرم

"حضور کے مسلسل خطوط خاکسار کے نام آتے رہتے ہیں ۔ تحفے تحائف اس کے علاوہ ہیں ۔ مجھے وقفے وقفے سے حضور آج تک تین علاوہ پین اپنے ذاتی استعمال کے بھیج چکے ہیں ۔ زندگی رہی تو حضور کا ایک بڑا طویل خط جو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس اسیر کو سزائے موت کی کوٹھڑی میں لکھا اور جس میں حضور نے اللہ تعالیٰ سے خواہش ظاہر کی کہ کاش ایسا ہو سکتا کہ حضور میری جگہ لے کر میری جان آزاد کرا سکتے ۔ وغیرہ وغیرہ یہ میرے لئے انتہائی خوش قسمتی ہے کہ حضور نے مجھے اس قدر پیار کے قابل سمجھا (۵-۷-۹۰)

"حضور کا پیار تو مجھے اپنی گود میں لوریاں دیتا ہے ۔ خدا کی قسم اتنا پیار ۔ خلوص ۔ عشق ۔ مجھے زندگی میں کہیں نہیں ملا ۔ اور نہ کوئی سوائے حضور کے دے بھی سکتا ہے ۔ اور یہی میرا سرمایہ حیات ہے ... حضور کے پیارے خطوط کو دو بار ۔ سہ بار ۔ بار بار ۔ وقفے وقفے سے پڑھتا ہوں ۔ ایک انجانی کیفیت وجد طاری کرتی ہے ۔ اس تلخ دورِ اسیری میں بھی ایک انجانی خوشی ذہن و روح پہ مسلط رہتی ہے اور ابتلاؤں میں مزہ کا عملی مفہوم سمجھ میں آگیا ہے" (۶-۷-۹۱)

آقا کی اپنوں کے لئے تڑپ

اسیرانِ راہ مولا کے متعلق لکھی گئی حضور کی نظم کا ذکر کر کے محترم قریشی صاحب تحریر فرماتے ہیں ۔ "دیکھیں میرے پیارے آقا کو ہم غریبوں کا کتنا احساس ہے ۔ لوگ بسا اوقات ہمدردی دکھانے میں فراخی کی بجائے ڈنڈی مار جاتے ہیں ... لیکن قربان جائیے ۔ اپنے آقا کی نظم کے ایک ایک مصرعے سے ایسی فراخدلی، کہ اس کی مثال مشکل ہے ۔ کون ہے جو مدت سے کشکول تھامے اتنی بے چینی سے ہماری آزادی کی بھیک مانگ رہا ہے؟ ... یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ... میں تو نظم پڑھ کر بس یوں سمجھیئے رو پڑا ۔ اپنی خوش بختی پہ نازاں ہوا ۔ وجدانی کیفیت اس کے ساتھ تھی ۔ ہر دفعہ پڑھ کر ایک عجیب سرور مل رہا ہے ۔" (۲۱-۸-۹۰)

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

"جب میری عمر غالباً دس سال کی ہو گی ۔ حضرت امام جماعت الثانی سکھر تشریف لائے ان کی خواہش پر میں نے نظم سنائی ۔ اسی دوران حضرت امام جماعت الثانی اور حضرت اماں جان (مجھے حضور گود میں اٹھا کر زنان خانے میں لے گئے اور وہاں مجھ سے یہ فرمائش کی گئی) دونوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے ۔ یہ میری آواز کا سحر تھا یا اس حقیقت کا ادراک قبل از وقت تھا کہ اس وقت کا بچہ کبھی بڑا ہو کر اسیرِ راہ مولا بنے گا ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس وجہ سے مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں ۔ کیونکہ آپ کو علم ہے کہ حضور نے بھی مجھے گود میں اٹھا کر پیار کیا ہوا ہے ۔" (۵-۴-۹۰)

توکل علی اللہ اور یقینِ کامل

"حضرت امام جماعت الثانی کے لئے ایک یہ بھی فقرہ حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) نے فرمایا ہوا ہے کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا ۔ میرا ایمان ہے کہ جلد یا بدیر آزادی ہمارا مقدر ہے ۔ دنیا ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے ۔ خدائی نوشتے نہیں ٹل سکتے ۔ خدا کرے میرے قادر خدا کی یہ سنت ہمارے حق میں پوری ہو ۔" (۵-۴-۹۰)

"آزادی کا فیصلہ آسمان پر ہو چکا ہے ۔ اب دیکھیں زمین پہ کب عمل میں آتا ہے ۔" (۲۱-۴-۹۰)

احمدیت کا اعجاز

"یہ احمدیت کا ہی اعجاز ہے کہ دلوں اور ذہنوں میں ایسا انقلاب برپا کر دیا ہے کہ اکثریت احمدیوں میں یک جان و دو قالب کی مثل ہیں ۔ ان سب سے تو امام وقت پر قربان جائیے کہ انتہائی رقیق القلب ہیں ۔ جماعت میں کیسی ہی بے چینی ہو ۔ حضور اتنی دور سے تڑپ جاتے ہیں ۔ یہی کیفیت ایک احمدی کی ہونی چاہیئے ۔ وہ بڑا ناشکرا ہے جو دوسروں کی تکلیف پر بے چین نہیں ہوتا ۔ اور خود اس کی ذات کا شکر ادا نہیں کرتا جس نے اسے ویسی تکلیف سے پناہ میں رکھا" (۱۸-۷-۹۱)

مصائب میں بھی مقامِ شکر

"مجھے وثوق ہے کہ دعا کی مقبولیت کا اسیرانِ راہ مولا سے گہرا تعلق ہے ۔ جب کسی وجہ سے کچھ چھن جائے تو اس کے عوض کچھ نہ کچھ BALANCING FORCE ضرور پیدا ہوتی ہے ۔ اگر ہماری آزادی (جو ایک بہت بڑی نعمت ہے) سلب کر لی گئی ہے تو مقبولیت دعا کا احسان اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے ۔ یہ ایک ایسا لطیف نکتہ ہے جس کا ادراک بھی خاص حس ہی کر سکتی ہے ۔ اب میں ہی آپ کے سامنے ہوں ۔ آخر آپ جیسے محسن بھائی کے دل میں بھی تو اللہ تعالیٰ نے نرم گوشہ پیدا کیا ۔ دعاؤں میں مداومت بخشی ۔ ایسی کئی اور ہستیاں بھی ہیں ۔ اور سب سے بڑھ کر میرے پیارے آقا اور محترمہ بی بی صاحبہ ہیں جن کے ذہن سے ہم اسیران کبھی فراموش نہیں ہو پاتے ۔ یہ محض اس کا کرم ہے ۔" (۲۷-۴-۹۰)

"حضور کے خطوط اکثر آتے ہیں ۔ بسا اوقات سوچتا ہوں کہ اگر یہ آزمائش مجھ پر نہ پڑتی تو مجھے یہ اعزاز و سعادت کہاں نصیب ہوتی کہ امام وقت کی محبت اور پیار کی نظر میں رہتا ۔ یہ محض اللہ کا کرم ہے" (۱۲-۷-۹۰)

اندھیروں میں گھر کر بھی روشنی پھیلانے کی خواہش

سنائیں! دعوت الی اللہ کے سلسلے میں کچھ ہو رہا ہے یا نہیں؟ ویسے تو صاحب ایمان ۔ اٹھتا ۔ بیٹھتا ۔ چلتا ۔ پھرتا ۔ سوتا جاگتا ایک خدا نما وجود ہوتا ہے زبان بندی تو بہرحال اپنی جگہ مگر ... ہمیں اپنے طرزِ عمل ۔ طرزِ فکر اور طرزِ زندگی سے ہی دعوت الی اللہ کا کام لینا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے اور بڑا باریک بین اور قدر کرنے والا پیارا خدا ہے اور ہمیشہ اپنے بندے پر کرم کرنے کے مواقع کی تاک میں رہتا ہے ۔

ہم تو قائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہروِ منزل ہی نہیں"

(۱۲-۷-۹۱)

رمضان میں انوار کی بارش

"میرا دن تو بس (-) میں اور مطالعہ وغیرہ میں گذر جاتا ہے ۔ اور رات کا سماں تو فیض صاحب کے شعر کے مطابق

درِ قفس پہ اندھیروں کی مہر لگتی ہے
تو فیض دل میں ستارے ابھرنے لگتے ہیں ۔

بڑے ہی صبر آزما ۔ کرب انگیز لیکن عجیب سرور آمیز لمحات ہوتے ہیں ۔ سحری کا اپنا ایک کیف ہے ۔ بہرحال شکر ہے اس پروردگار کا ۔ یہ کٹھن لمحات بڑے صبر و سکون اور حوصلہ سے گذر رہے ہیں ۔ اس امید کامل پہ کہ اندھیروں سے بڑی جلد سحر نمودار ہو گی ۔" (۲-۴-۹۱)

خود پریشان مگر دوسروں کا خیال مقدم

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب (-) سے ایک اقتباس جو شروع ہوتا ہے "مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے نہیں تھکتے"، نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں ۔ "یہ اقتباس میں نے آپ کے ایک تحریر کردہ جملے ... کے ضمن میں تحریر کیا ہے تاکہ آپ کو حوصلہ رہے کہ آپ دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں ۔ آخر فضلوں کے وارث ہوں گے ۔ میرا ایمان ہے کہ میں قبر میں تھا (پھانسی کی کوٹھڑی مثلِ قبر ہے) اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعاؤں کے طفیل قبر سے باہر نکالا ۔ آپ چونکہ دعا کرتے تھکتے نہیں ضرور ایک دن رہائی نصیب ہو گی ۔" (۲۲-۲-۹۰)

امید بہار رکھ

"عجیب خدائی تصرف ہے کہ گذشتہ ۱۴ سالوں سے ہائی کورٹ سندھ میں سماعت کے لئے منظور شدہ اپیل کے سلسلہ میں تاریخ پہ تاریخ پڑتی آرہی ہے ۔ اب حضور کے آمدہ خط سے اور نظم سے یہ امید بندھ چلی ہے کہ جلد ہی کوئی معجزانہ نشان رونما ہوگا جس سے ہماری رہائی بھی ممکن ہو جائے گی ۔" (۱۲-۱-۹۱)

"بے گناہی تو روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے ۔ اللہ تعالیٰ معجزانہ انداز میں دستگیری فرمائے ۔" (۶-۷-۹۱)

مسلمانوں کی کامیابیوں کیلئے دعاگو

"خلیج کی جنگ جاری ہے ۔ حضور کے ارشاد کے مطابق عربوں کے لئے دعاؤں کا

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

فرنٹیئر پوسٹ
۴ - فروری ۱۹۹۳ء

Human rights are indivisible

Addressing the United Nations Commission on Human Rights (UNCHR), Prime Minister Nawaz Sharif has observed that religious intolerance is again undermining the social equilibrium in South Asia. He has rightly a.ked the world community to focus its attention on those areas, such as Bosnia, Palestine and Kashmir, where human rights are being frequently violated. The position taken by him is quite principled, and provides a legitimate ground to plead the case of Bosnian Muslims, Palestinians and the Muslim Indians. Following the demolition of Babri mosque, the champions of Hindutva have now resolved to pull down 3000 mosques, especially those located in Mathura and Varanasi. The spectre of Hindu revivalism is hovering over India threatening the very secular foundation of the state and peace in the region. Whether it is Muslim genocide in Bosnia, Kashmir or the oppression of Palestinians, Muslim masses are reeling under religious and political discrimination. On the other hand, the prime minister's recourse to the United Nations Human Rights Declaration of 1948 is a good omen for a nation deprived of many fundamental rights.

Though the economic reforms initiated by the IJI government may have had a positive effect on the state of economy, the political agenda of the regime impedes their progress and impinges upon the human rights situation as well. Strengthening blasphemy laws, an amendment in the Pakistan Penal Code making the `abuse of Pakistan ideology' an offense, repression of minorities, suppression of opposition's agitation, increasing violence against women, deaths in police custody, trial of civilians by military courts, unjust administration of laws by the Special Courts, strangulation of press freedom by different means, exclusion of the opposition from the officially controlled media, inhuman exploitation of the bonded and child labour, rise in sectarian violence and rule by decree are some of the glaring examples of human rights violation by both the state and society. Pakistan is still far off from implementing universally recognised human rights. How can we object to the anti-Muslim tirade in India if we continue to interfere with the rights of our own minorities to worship and practice their respective religions? The Prohibition of Qadianiat Ordinance, which prevents a minority from practising what it believes in, provides justification to the RSS-BJP-VHP combine in India to ask Muslims to abandon all those practices which are alien to theocratic Hindu rashtra. We can have an unchallengeable right to raise the banner of human rights on the international level, only if we adhere to the 1948 Human Rights Declaration in letter and spirit. Human rights are indivisible and universal in character. We should not allow double standards on human rights or apply them selectively. Social equilibrium in South Asia can be saved from being totally upset by the rise of religious fundamentalism, if both Pakistan and India strictly follow secular principles and defend the minorities from the majority's wrath.

EDITORIAL : FRONTIER POST 4-2-1993

فرنٹیئر پوسٹ اپنے ایک اداریہ میں (۹۳-۲-۴) جس کا عنوان اسی نے یہ رکھا ہے کہ انسانی حقوق قابل تقسیم نہیں ہیں۔ کہتا ہے کہ اقوام متحدہ کے کمیشن برائے حقوق انسانی سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نواز شریف نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ جنوبی ایشیا میں مذہبی غیر رواداری ایک دفعہ پھر سماجی توازن کو بگاڑ رہی ہے۔ آپ نے بالکل ٹھیک عالمی برادری سے کہا ہے کہ وہ ان علاقوں پر اپنی توجہ مرکوز کرے مثلاً بوسنیا۔ فلسطین اور کشمیر۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں انسانی حقوق کی اکثر و بیشتر پامالی ہوتی ہے۔ آپ نے جو مؤقف اختیار کیا ہے وہ بالکل پوری طرح اصولی ہے اور بوسنیا کے مسلمان فلسطینیوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے جائز مفاد کو پیش کرنے کی بہتر بنیاد ہے۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد متشدد ہندوؤں نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ تین ہزار دیگر مساجد کو منہدم کریں گے خاص طور پر وہ جو متھرا اور بنارس میں موجود ہیں جہاں تک ہندوازم کے احیاء کا تعلق ہے اس نے وہاں کی حکومت کی سیکولر بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور امن کو تباہ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کا قتل عام بوسنیا میں ہو یا کشمیر میں یا فلسطینیوں پر تشدد ہو مسلمانوں کے عوام مذہبی اور سیاسی امتیاز کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور دوسری طرف وزیر اعظم نے اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے ڈیکلریشن ۱۹۴۸ء کا ذکر کیا ہے جو ایک ایسے ملک کے لئے اچھا شگون ہے جس کے بہت سے لوگوں کو بنیادی حقوق نہیں مل رہے۔ اگرچہ اقتصادی اصلاحات (جو آئی جے آئی حکومت نے شروع کی ہیں) نے مثبت اثرات دکھائے ہیں لیکن جہاں تک اس کے سیاسی ایجنڈے کا تعلق ہے یہ ان کی ترقی اور انسانی حقوق کی کیفیت کے خلاف جاتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہتک عزت کے قوانین کو مضبوط کرتے ہوئے پاکستانی تعزیرات میں پاکستانی نظریے کی ہتک کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ اقلیتوں کا دبایا جانا اور اسی طرح حزب اختلاف کے ایجی ٹیشن کو بھی دبانا۔ خواتین کے خلاف بڑھتا ہوا تشدد، پولیس کی حراست میں اموات، ملٹری کورٹس کا شہریوں پر مقدمے چلانا، انتظامیہ کے ناروا قانون جن کا تعلق خصوصی عدالتوں سے ہے۔ پریس کی آزادی کا مختلف طریق سے گلا گھونٹنا، مخالفت کو کنٹرولڈ میڈیا سے نکالنا، بچوں سے محنت کروانا، فرقہ واریت کے تشدد کا بڑھنا اور احکام کے ذریعے حکومت کرنا۔ چند ایک ایسی مثالیں ہیں جنہیں انسانی حقوق کے خلاف کہا جا سکتا ہے اور یہ حکومت سے بھی سرزد ہوتی ہیں اور معاشرے سے بھی۔ پاکستان ابھی اس بات سے بہت دور ہے کہ عالمی برادری میں تسلیم شدہ انسانی حقوق کی پاسداری کرے۔ ہم کس طرح بھارت میں مسلمانوں کے خلاف جو مہم چلائی جا رہی ہے اس پر اعتراض کر سکتے ہیں اگر ہم اپنی اقلیتوں کے حقوق عبادت اور مذہب پر عمل پیرا ہونے میں مداخلت کر رہے ہیں۔ پروہبشن آف قادیانیت آرڈیننس جو ایک اقلیت کو اس بات پر عمل کرنے سے روکتا ہے جس پر وہ عقیدہ رکھتے ہیں تو آر ایس ایس۔ بی جے پی، بی ایچ پی، ملکر جو کچھ ہندوستان میں کر رہے ہیں وہ مسلمانوں کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان تمام باتوں کو ترک کر دیں جو ہندو راشٹر کے عقائد کے خلاف ہیں۔ انسانی حقوق کی پاسداری کے لئے ہم صرف اسی صورت میں دنیا سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ۱۹۴۸ء کے ہیومن رائٹس کے ڈیکلریشن پر پوری طرح عمل کریں۔ انسانی حقوق قابل تقسیم نہیں ہیں اور یہ عالمی طور پر ایک جیسے ہیں۔ ہمیں دوہرے معیار نہیں اپنانے چاہئیں۔ خاص طور پر انسانی حقوق کے سلسلے میں اور ہمیں ایسا بھی نہیں کرنا چاہئے کہ ہم ان میں سے کوئی کسی پر لاگو کریں اور کوئی کسی پر۔ جنوبی ایشیا میں سماجی توازن اسی طرح مذہبی بنیاد پرستی کے ذریعے تباہ ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اگر پاکستان اور ہندوستان سختی سے سیکولر اصولوں کو اور اقلیتوں کو اکثریت کے ظلم و ستم سے بچائیں۔

واقفینِ نو بچیوں کی تعلیم

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"جہاں تک بچیوں کی تعلیم کا تعلق ہے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ تعلیم دینے کی تعلیم دلوانا یعنی EDUCATIONAL INSTRUCTIONS جسے بیچلر ایجوکیشن غالباً کہا جاتا ہے جو بھی اس کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو استانیاں بننے کی ٹریننگ دلوانا خواہ ان کو استانی بنانا ہو یا نہ بنانا ہو۔ ان کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح لیڈی ڈاکٹرز کی جماعت کو خدمت کے میدان میں بہت ضرورت ہے اور یہ سارے کام مردوں کے ساتھ ملے جلے بغیر سوائے ڈاکٹری کے باقی سارے کام عمدگی سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ پھر زبانوں کا ماہر بھی ان کو بنایا جائے یعنی لٹریری نقطۂ نگاہ سے، ادبی نقطۂ نگاہ سے ان کو زبانوں کا چوٹی کا ماہر بنانا چاہیئے تاکہ وہ جماعت کی تصنیفی خدمات کر سکیں۔ اسی طرح اگر ہم سب اپنے آئندہ واقفین نسلوں کی نگہداشت کریں۔ اور ان کی پرورش کریں۔ ان کے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حبیب اللہ خان ۔ ایم ایس سی

ہوا کی تہیں

۵ جنوری ۱۹۹۳ء کے الفضل میں جو مضمون فضا کے بارے میں شائع ہوا اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ ہماری ہوا ایک ڈھال کا کام دیتی ہے اور ہمیں بہت سے خطرات مثلاً ہیٹ سٹروک، کاسناتی شعاعوں کے مضر اثرات اور شہاب ثاقب کی یورش سے روکتی ہے۔ ہوا کی تہوں کی بعض اور خصوصیات بھی ہیں جو قابل ذکر ہیں اور اس وقت انہیں کا ذکر مطلوب ہے۔ خواص کے اعتبار سے ہوا کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ سب سے نچلا طبقہ وہ ہے جو زمین کی سطح سے شروع ہوتا ہے جسے فضائے متغیرہ (ٹروپوسفیر) کہتے ہیں۔ اس کی بلندی سطح سمندر سے آٹھ دس میل تک ہے جگہ اور وقت کے لحاظ سے اس کی موٹائی میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ قطبین پر پانچ میل اور خط استوا پر قریباً دس میل ہوتی ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ہوا پانچ سو میل تک پھیلی ہوئی ہے تو ہوا کے اس قدر موٹے غلاف کے مقابلہ میں فضائے متغیرہ کی یہ تہہ بہت پتلی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کا وزن ہوا کے کل وزن کا تین چوتھائی حصہ ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ انسان کے جسم پر ہوا کا دباؤ کم و بیش تین سو من ہوتا ہے لیکن وہ اس کو محسوس نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کا عادی ہو چکا ہے لیکن جب وہ بالائی طبقوں میں جاتا ہے تو بے چینی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کا سینہ تنگ ہو رہا ہے۔ فضائے متغیرہ ہی وہ حصہ ہے جہاں زندگی کی بہاریں نظر آتی ہیں۔ بادل آتے ہیں، بارشیں ہوتی ہیں، موسمی تغیرات اپنا رنگ دکھاتے ہیں یہاں کا درجہ حرارت بلندی کے ساتھ کم ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ بالائی حصہ میں صفر سے پچاس ساٹھ سنٹی گریڈ نیچے تک پہنچ جاتا ہے۔

ہوا کی دوسری تہ فضائے قائمہ (سٹریٹوسفیر) کہلاتی ہے جو دس میل سے ساٹھ میل کی بلندی تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس حصہ کا درجہ حرارت اٹھارہ سے چوبیس میل تک تو یکساں رہتا ہے یعنی قریباً منفی پچپن (۵۵-°) ڈگری سنٹی گریڈ۔ اس کے بعد بڑھنے لگتا ہے اور چھتیس ۳۶ میل کی بلندی پر انتہائی مقدار یعنی صفر تک پہنچ کر پھر گرنے لگتا ہے۔ پچاس میل کی بلندی پر اقل ترین ہو جاتا ہے۔ یعنی منفی ستر ڈگری سنٹی گریڈ۔ اس کے بعد وہ مسلسل بڑھتا چلا جاتا ہے اور چھ سو میل کی بلندی پر قریباً چار ہزار سنٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔ درجہ حرارت کی یہ تبدیلیاں بڑی عجیب اور غیر متوقع سی ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم خلا میں قدم رکھنا چاہیں تو وہاں کی شدت گرمی یا جہنم سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ بادی النظر میں تو یہ مشکل ناقابل حل نظر آتی ہے لیکن خدا کی قدرت کاملہ نے وہاں کی ہوا انتہائی لطیف بنائی ہے جس کی وجہ سے وہ نقصان نہیں پہنچا جو عام حالات میں اس قدر تپش پر ہو سکتا ہے۔ درحقیقت گرمی کا اثر اس کے سالموں کے ٹکراتے سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا انحصار نہ صرف درجہ حرارت پر ہے بلکہ سالموں کی تعداد پر بھی ہے۔ جس قدر درجہ حرارت بڑھے گا اور جس قدر سالموں کی تعداد زیادہ ہو گی اسی قدر گرمی کا احساس بھی زیادہ ہو گا۔ خوش قسمتی سے انتہائی بلندیوں پر سالموں کی تعداد اس قدر کم ہو جاتی ہے اور وہ اس قدر دور دور ہوتے ہیں کہ درجہ حرارت کی زیادتی وہ اثر پیدا نہیں کرتی جو سطح زمین پر ہوتا ہے۔ عام طور پر فضائے قائمہ (سٹریٹوسفیر) کی اصطلاح ہوا کے اس طبقہ کے لئے استعمال ہوتی ہے جو چالیس سے ساٹھ میل تک پھیلا ہوا ہے لیکن یہ بھی کامل سکون کا خطہ نہیں ہے۔ یہاں بھی ہوائیں چلتی ہیں جو بعض دفعہ سو میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہیں لیکن ان کی وجہ سے سر کا ایک بال بھی نہیں ہلتا کیونکہ وہاں ہوا بہت لطیف ہے۔ فضائے قائمہ کا نچلا حصہ یعنی دس سے اٹھارہ میل کے درمیان ایسا ہے جس میں اوزون کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے لیکن ہوا کے دوسرے اجزاء کے مقابلہ میں یہ بہت تھوڑی ہے۔ اگر یہ زمین کی سطح پر ہوتی تو اس کی تہ شاید تین ملی میٹر سے زیادہ نہ ہوتی۔ اس قدر کم ہونے کے باوجود ہوا کی کیفیات پر اس کا گہرا اثر ہے۔

ہوا کی تیسری تہ فضائے بارقہ (آیونوسفیر) یا رَوانی فضا کہلاتی ہے۔ یہ پانچ سو میل تک پھیلتی چلی گئی ہے۔ اس میں مادہ کی مقدار بہت کم ہے۔ اس جگہ ہوا سالموں کی شکل میں تو موجود نہیں ہوتی لیکن بار دار رواں (آئنز) کی شکل میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتی ہے ہوا کے اس خطہ میں بھی یکسانیت نہیں پائی جاتی بلکہ مختلف بلندیوں پر اس کے خواص بالخصوص برق۔ مقناطیسی خواص میں بہت تبدیلی آ جاتی ہے۔ اس وجہ سے ریڈیائی لہروں کی رفتار اور نشر پر ان کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر ہوا میں یہ حصہ نہ ہوتا تو ریڈیائی پیغامات کی ترسیل ناممکن ہو جاتی۔ اس حصہ کی ایک تہ جس کو "ڈ" خطہ (ڈی سٹریٹم) کہتے ہیں طویل ریڈیائی لہروں کو اس طرح منعکس کرتا ہے جس طرح نور کی شعاعیں کسی صاف آئینہ سے منعکس ہوتی ہیں۔ اس تہ کی بلندی چالیس تا ساٹھ میل ہوتی ہے۔ اس سے اوپر جو تہ ساٹھ سے پچھتر میل تک ہے وسطی ریڈیائی لہروں (میڈیم ویوز) کو منعکس کرتی ہے۔ اس کو "ہ" خطہ (ای سٹریٹم) کہتے ہیں۔ پھر اس کے اوپر ایک اور تہ ہوتی ہے۔ جو ایک سو پچیس سے ایک سو پچاسی میل تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کو "ف" خطہ (ایف سٹریٹم) کہتے ہیں یہاں سے چھوٹی لہریں (شارٹ ویوز) منعکس ہوتی ہیں۔ ریڈیائی لہروں کی ترسیل میں ان سب خطوں کا اپنا اپنا اثر ہوتا ہے جو روانیت کی تعداد پر منحصر ہوتا ہے۔ جہاں ہوا کی یہ تہ ریڈیائی لہروں کو جن کا طول موج (ویو لینگتھ) پندرہ میٹر سے زیادہ اور تعدد (فری کوینسی) پست ہوتی ہے منعکس کرتی ہیں وہاں چھوٹی لہریں جن کا طول موج ایک سنٹی میٹر سے پندرہ میٹر تک ہوتا ہے اس میں سے بغیر منعکس ہوئے گزر جاتی ہیں۔ اس طرح ہائی فری کوینسی والی لہریں جن سے ٹیلی ویژن میں کام لیا جاتا ہے اس خطہ میں منعکس نہیں ہوتیں۔ اس وجہ سے ٹیلی ویژن کی نشر بہت محدود ہے۔ اگر دور تک نشر کرنا مطلوب ہو تو ٹرانسمٹر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لگانا پڑتے ہیں۔ راڈار کی لہریں فضائے بارقہ کو عبور کر جاتی ہیں اسی وجہ سے چاند یا دوسرے کروں تک پیغامات پہنچنے میں کامیابی ہوئی ہے۔

ہوا کی آخری تہ فضائے خارجہ (ایگزوسفیر) کہلاتی ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی آخری حد کہاں ہے۔ اور مکمل خلا کہاں سے شروع ہوتا ہے شاید اس کی حدود ہزاروں میل کے بعد ہی ہوں گی۔ وہاں کے مسائل اور نوعیت کے ہیں اور ان کا تعلق ہوا کی تہوں سے نہیں ہے۔ اس لئے ان کا ذکر اس جگہ بے موقع ہو گا۔

بلا تبصرہ

جنگ لندن ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء

میں ایک عام سا پاکستانی ہوں لندن کے ایک مقامی کالج میں پڑھاتا ہوں میرے کوئی سیاسی، ادبی، مذہبی پریشر گروپس بھی نہیں ہیں میں تیسری دنیا کی سماجی سائنس پڑھاتا ہوں اور برطانیہ کی انتہائی اہم انسانی حقوق کی تنظیم سے وابستہ ہوں یہ تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے پچھلے سال اس تنظیم نے مجھے پاکستان روانہ کیا۔ میں نے پاکستان کے ایک زرعی مرکز وہاڑی میں ایک دن گزارا یہ شہر کپاس کی منڈی کے لئے مشہور ہے ملتان کے بعد دوسرا بڑا شہر ہے جو کپاس پیدا کرتا ہے۔ میں اتفاق سے کپاس منڈی میں بھی گیا اس کے باہر ایک بڑا پوسٹ آفس ہے۔ جب میں اپنا کام کر کے واپس پوسٹ آفس سے نکلا تو تین آدمی ایک آدمی کو لاتوں، گھونسوں سے مار رہے تھے اور وہ کلمہ شریف پڑھتا جا رہا تھا میں نے آگے بڑھ کر اسے بچایا اور ساتھ ہی ہسپتال تک وہاں لے گیا۔ راستے میں اس نے بتایا کہ وہ احمدی ہے وہ سکول میں استاد ہے اور آج اس نے ایک کلاس میں کلمہ شریف پڑھا تھا اس نے یہ بھی بتایا کہ پاکستان میں احمدی کلمہ نہیں پڑھ سکتے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اسے مارنے والے اس سکول کے اساتذہ ہیں یہ ایک اتفاق تھا۔ میں نے پاکستان میں نہ صرف احمدیوں کو بلکہ شیعہ کمیونٹی کو اور بے شمار لوگوں کو تنگ ہوتے دیکھا۔ شہروں میں صورتحال بدتر تھی۔ اور اخبارات باقاعدہ تفرقہ بازی کی مہم میں آگے آگے تھے مجھے ایسا لگا کہ ایک پاگل خانہ ہے جس میں سب بغیر حواس کے لکھ پڑھ رہے ہیں۔ میں اخباروں کے دفاتر بھی گیا وہ دفاتر کم اور سودے بازی کے اڈے زیادہ لگے۔ رپورٹر "کڑاہی گوشت" کو زیادہ شوق سے کھا کر من پسند رپورٹیں کرتے ہیں۔ یہ سب ایک افسوس ناک بات ہے۔

(جنگ لندن ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

عطیۂ خون خدمت بھی ہے عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق ۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

ملک محمد عبداللہ

محترم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب

محترم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ پنڈی بھٹیاں گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ (ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں) ڈاکٹر صاحب موصوف بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت دعا گو ملنسار اور عبادت گذار بزرگ تھے۔ مستجاب الدعوات تھے اور اکثر لوگ دعا کے لئے آپ کی جانب رجوع کرتے تھے۔ امام جماعت سے دلی لگاؤ رکھتے تھے۔ یہاں میں آپ کا ایک یادگار واقعہ تحریر کرتا ہوں جس میں میں خود بھی آپ کا شریکِ کار تھا۔ ۱۹۳۴ء میں جب فیصل آباد کی "البیت" کا افتتاح ہونا تھا تو اس موقع پر قادیان سے مربیان کلاس کے چند مربی بھی یہاں بھیجے گئے۔ ان مربیان میں خاکسار بھی شامل تھا۔ محترم ڈاکٹر صاحب ان دنوں جڑانوالہ شہر میں شفاخانہ حیوانات کے انچارج تھے جو فیصل آباد سے قریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہسپتال کی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر عصر اور مغرب کی نمازیں فیصل آباد آکر ہمارے ساتھ ادا کرتے۔ جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے) اس "البیت" کا افتتاح فرمایا تو محترم ڈاکٹر صاحب بھی اس تقریب میں شریک تھے۔ تقریب کے ختم ہونے کے بعد عشاء کے وقت ڈاکٹر صاحب میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ حضور صبح یہاں سے قادیان تشریف لے جا رہے ہیں۔ جڑانوالہ کا شفاخانہ حیوانات راستے میں واقع ہے۔ میری خواہش ہے کہ حضور تھوڑا سا وقت وہاں قیام فرما کر چائے نوش فرمائیں اور جڑانوالہ کے کچھ بااثر لوگوں کو ملاقات کا موقع عطا فرمائیں۔ اور مجھے فرمایا کہ آپ اس کام میں میری مدد کریں اور میرے ساتھ حضور کی خدمت میں چلیں۔ میں نے عرض کیا کہ ڈاکٹر صاحب حضور آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ آپ سے بے تکلف ہیں مجھے ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب اصرار کر کے مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ حضور کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی تو حضور نے فرمایا وقت بہت کم ہے اور قادیان جلد پہنچنا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی عادت کے مطابق بہت انکساری اور اصرار سے کام لیا تو حضرت اقدس نے آپ کی درخواست منظور فرماتے ہوئے کہا کہ صرف دس منٹ کا قیام ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت بہت شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی یہ درخواست کی کہ حضور ملک عبداللہ کو میرے ساتھ جڑانوالہ جانے کی اجازت فرمائیں۔ حضور نے اس کی بھی اجازت دے دی۔ ازاں بعد ہم رات کے دس بجے جڑانوالہ پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب کا اثرورسوخ بہت تھا۔ چند گھنٹوں ہی میں سب انتظام ہو گیا۔ ہسپتال کے وسیع صحن میں شامیانے لگ گئے اور کرسیاں اور میزیں لگا دی گئیں۔ اور چائے اور اس کے ساتھ لوازمات کا انتظام بھی مکمل کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بہت سے سرکردہ لوگوں کو ڈاکٹر صاحب نے خود اور جماعت کے بعض نوجوانوں نے جا کر درخواست کی کہ وہ حضرت امام جماعت کے ساتھ چائے کی دعوت میں شرکت فرمائیں۔ چنانچہ صبح جب حضور تشریف لائے تو مدعوین کی خاصی تعداد موجود تھی۔ چائے کے دوران جب حضور سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو دس منٹ کی بجائے نصف گھنٹہ تک یہ دلچسپ گفتگو جاری رہی۔ ازاں بعد حضور قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا حضور کے تشریف لے جاتے ہی آپ مجھ سے بغلگیر ہوئے اور بلاوجہ ہی میرا بہت شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ آخر وقت تک اس عاجز کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے ملتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۴

بہترین واقف بنانے میں مل کر جماعتی لحاظ سے اور انفرادی لحاظ سے سعی کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے اوپر جماعت احمدیہ کی اس صدی کی نسلوں کا ایک ایسا احسان ہوگا کہ جسے وہ ہمیشہ جذبہ تشکر اور دعاؤں کے ساتھ یاد کریں۔"
(از خطبہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

ایک نئی کتاب

گذشتہ روز شیخ زید ہسپتال کے کمپلکس میں ڈاکٹر پروفیسر عزیز احمد خان کی انسانی فزیالوجی کے متعلق ایک نئی کتاب کی رونمائی کی گئی کہا جاتا ہے کہ اس موضوع پر کسی پاکستانی ڈاکٹر کی لکھی ہوئی یہ پہلی کتاب ہے۔ فیڈرل پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے ڈین پروفیسر عبدالوحید پروفیسر اعجاز احسن ڈی۔ او گریجوایٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ پنجاب اور متعدد پروفیسرز جنکا تعلق کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے اور فاطمہ جناح اور علامہ اقبال میڈیکل کالج سے ہے اور اسی طرح شیخ زید کمپلکس کے کئی فیکلٹی اراکین اور شیخ زید پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے چیئرمین اس موقعہ پر موجود تھے۔

اپنے استقبالی خطاب میں پروفیسر عبدالحمید نے کہا کہ مصنف نے ایک ایسی کتاب تصنیف کی ہے جو نہایت اعلیٰ ہے۔ اس کتاب میں ان کا چار دہائیوں کا تجربہ اور مطالعہ کام آیا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ یہ کتاب نہ صرف انڈر گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ بلکہ فزیشن سرجن اور گائنوکالوجسٹ کے لئے بھی خاصی مفید ثابت ہوگی۔ شیخ زید کمپلکس کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل سہیل عباس جعفری نے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بالکل اسی طرح جسطرح مائیکرو چپ اور سلی کون ٹیکنالوجی نے موجودہ زمانے میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اسی طرح آنے والے وقت میں دماغ اور اسکی فنکشن کے متعلق جو علم حاصل ہوگا۔ اسکی تحقیقات کے ضمن میں بہت زیادہ قدر کی جائے گی۔ اسی سلسلے میں آپ نے کہا کہ پروفیسر عزیز احمد خان نے نیورو فزیالوجی اور نیورو فارماکالوجی کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ پروفیسر شہناز جاوید نے بھی اس موقعہ پر خطاب کیا اور مصنف کی کوشش کو سراہا۔ آپ نے کہا کہ یہ صداقت اور لگن کی ایک علامت ہے۔ ڈاکٹر عزیز صاحب اپنے کام کے سلسلے میں تحقیقات پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر کارڈیو ریسپیریٹری پر کام کیا۔

بعد ازاں ڈاکٹر عزیز کو ایک سووینئر دیا گیا۔ یہ سووینئر شیخ زید کمپلکس کے چیئرمین کی طرف سے ایک تحفہ تھا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پروفیسر عزیز احمد خان کو جدہ کی کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی کی طرف سے ایک سونے کا تمغہ مل چکا ہے اور یہ تمغہ انہیں اسلئے دیا گیا ہے کہ انہوں نے اس یونیورسٹی میں سات سال فزیالوجی کی تعلیم دی ہے۔ پروفیسر عزیز احمد کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے منسلک ہوئے ۲۵ سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔

بقیہ: صفحہ ۳

سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور روحانی قوتوں کے معاملے میں اعجازی رنگ میں فتح یاب کرے" (۲۲-۱-۹۱)

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت

"بعض اوقات دل کی عجیب حالت ہوتی ہے۔ آخر انسان کے اندر ایک حساس ذہن بھی۔ دل بھی ہے کوئی سنگ وخشت تو نہیں۔ بالآخر درد سے بھر ہی آتا ہے۔ خدا کے بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء بھی بسا اوقات درد وکرب کی کیفیت میں مبتلا رہے اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ درد مقامِ مدح میں شمار کیا ہے۔" (۱۸-۷-۹۱)

"قیدی کا مفہوم اگر سمجھنا ہو تو کوئی مجھ سے سمجھے۔ آخر اسیر کو یتیم مساکین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رکھا ہے تو اسیر کی بے چارگی کا احساس اللہ تعالیٰ تک کو ہے۔ اس لئے فرمایا کہ جس نے اسیر کو کھانا کھلایا اس نے گویا خدا کو کھلایا۔ اسیر کو کھانا کھلانے کا قرآن کریم میں تاکیدی ارشاد ہے تو جب مجھ سے خط کے جواب میں دیر ہو جایا کرے تو ذرا ذہن میں میری اسیری کی حالت کا تصور کر لیا کریں۔" (۵-۷-۹۱)

"بعض اوقات خط لکھتے میں ذہن آپ کے پاس ہوتا ہے اور جسم تو خیر پسِ زنداں ہی رہتا ہے۔ دعا کریں وہ قادر خدا ان ناتواں کندھوں سے ابتلا کا بوجھ ہلکا کرے آخر بشر ہی ہوں۔ ع

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

(۶-۷-۹۱)

اولاد سے جدائی

"اولاد کی جدائی یا اولاد سے جدائی دیوانہ بنا دیتی ہے۔۔۔ انسان بڑا سخت جان ہے بڑی سے بڑی تکلیف اپنی جان پر برداشت کر جاتا ہے۔ لیکن اگر کہیں آکر جھک جاتا ہے تو وہ اولاد کی تکلیف پر۔ بڑے بڑے پہاڑ اولاد کی آزمائش پہ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ باپ بظاہر مثل درخت ہوتا ہے جو اولاد پر چھاؤں رکھے رہتا ہے۔ خود جلتا ہے مگر نیچے بیٹھنے والوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے اس کی شاخیں کاٹنے والا بھی اس کے نیچے بیٹھ کر سایہ کی ٹھنڈک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاتا ہے۔ جس اولاد کے سر پر سایہ موجود ہونے کے باوجود اس کی سایہ دار ٹھنڈک میں وہ نہیں بیٹھ سکے۔ ان کے دل کی کیفیت کیا ہوگی"

(۱۸-۷-۹۲)

ایک پیارے دوست کا لطف و کرم

"مجھے تو آپ کے ساتھ اس عرصۂ اسیری میں ایک عشق سا ہوگیا ہے جو میرے لئے قابلِ اعزاز ہے۔ میاں مسعود صاحب (محترم میاں خالد مسعود صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس) بھی نہایت باقاعدگی سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان گنت دعاؤں کا خزانہ ہم ان کے خطوط سے سمیٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔" (۲-۴-۹۱)

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۹۲ء کی صبح طلوع ہوئی اور روزنِ زنداں روشن ہوگیا۔ جیل کی دیواریں ڈھ گئیں اور آج یہ اسیر راہ مولیٰ سات سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد آزاد فضا میں سانس لے رہے تھے۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور ایک محبوب ہستی، جن کی دعاؤں کے طفیل رہائی نصیب ہوئی نے جذباتِ محبت سے رندھی ہوئی آواز میں "مبارک۔ صد مبارک" کہا۔ یہ وہ سہانی آواز تھی جس کو سننے کی خواہش دل میں سات سال سے تڑپ رہی تھی۔ آج یہ پیاری آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی۔ مرادیں مل رہی تھیں۔ حسرتیں پوری ہو رہی تھیں۔ قریشی صاحب مسرور تھے اور اللہ کے حضور سجدہ ریز۔ کیا سہانی گھڑی ہوگی۔ کتنی خوش بختی ہوگی جب کہ اس پیارے آقا۔ محبوب امام کے سینہ سے لگ کے ایک فرحت۔ حقیقی انبساط میسر ہوگا۔ مسرت کا لمحہ قریب آن پہنچا۔ مگر اتنے میں ایک اور بلاوا آگیا۔ ایک اور بہت ہی پیار کرنے والے کا بلاوا۔ یہ حکم کیسے ٹالا جا سکتا ہے کیونکہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

بقیہ صفحہ ۱

بین ہتک کے باعث ہونے والے کاموں سے پرہیز کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں میری ہتک نہ ہو جاوے تو پھر جس کو اس نظارے کا ایمان اور یقین ہو جس کا نام یوم الآخرۃ ہے تو بھلا اس سے بدی کہاں سرزد ہو سکتی ہے پس یوم الآخرۃ پر ایمان لانا بھی بدیوں سے بچاتا ہے۔"

(از خطبہ فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۸۷ میں

شائنہ احمد بنت داؤد احمد صاحب قوم ۔ پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن U.S.A امریکہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴-۹-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/ ڈالر ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ SHAINA AHMAD۔ الامتہ۔ U.S.A امریکہ۔ گواہ شد نمبر ۱ سید محمد احمد U.S.A۔ گواہ شد نمبر ۲ ظفر احمد سرور U.S.A امریکہ۔

مسل نمبر ۲۸۷۸۸ میں

فوزیہ خانم زوجہ احمد محمود صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالیمن ربوہ حال کوارٹر نمبر ۱۳۱ حلقہ بیت المبارک ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۱۰-۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیور طلائی ۳ تولہ مالیتی ۹۰۰۰/- روپے۔ (۲) حق مہر ۱۰،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ فوزیہ خانم زوجہ احمد محمود کوارٹر نمبر ۱۳۱ حلقہ بیت المبارک ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ احمد محمود مربی سلسلہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالجبار ۲/۱۶ دارالیمن وسطی ربوہ۔

چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں

"چندوں کی برکت کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دراصل یہ چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)۔

ڈش انٹینا ـــــ ڈش انٹینا
مضبوطی اور معیار میں بلند تر
اعلیٰ کوالٹی کے ڈش انٹینا مختلف سائز میں دستیاب۔ پاکستان میں ہر جگہ فٹنگ کا انتظام۔ کم قیمت میں بہترین پرفارمنس ایک سال کی مکمل گارنٹی کے ساتھ
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان : ۸۳۱ ۶۶
فون رہائش بشارت احمد خان ۸۷ ۶

یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت ربوہ

حضورِ انور کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلانات

۱۔ امانت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین صد روپیہ ماہوار سے سات صد روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں۔ کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہِ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

۲۔ مستحق یتامیٰ یا اُن کے وُرثاء توجہ فرمائیں

حضورِ انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا اُن کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراءِ اضلاع و مربیانِ کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا اُن کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی، دارالضیافت۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۷ فروری۔ صبح اور شام کی ہلکی سردی کے علاوہ دن کو گرمی کا احساس ہوتا ہے۔

○ صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے کہا ہے کہ صدارتی الیکشن کا شوشہ چھوڑنے میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔ جمیعت العلمائے پاکستان نورانی گروپ کے چھ رکنی وفد سے ملاقات میں انہوں نے بتایا کہ صوبہ سندھ میں فوج کی موجودگی میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات کروائے جائیں گے۔ فوج کی واپسی کا عمل مرحلہ وار ہوگا۔

○ وفاقی وزیر پارلیمانی امور چوہدری امیر حسین نے کہا ہے کہ سندھ میں فوج کی آمد کے بعد امن عامہ کی صورتحال بہت بہتر ہوئی ہے۔ آپریشن کلین اپ کے عمدہ نتائج واضح طور پر سامنے آئے ہیں۔

○ پاکستان اور ملائشیا ایٹمی تعاون کریں گے۔ ملائشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ ملائشیا کا ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان سے اس میدان میں ۱۹۸۴ء سے تعاون کر رہے ہیں اب مزید تعاون کے خواہشمند ہیں۔

○ افغانستان میں حزب اسلامی کے رہنما گلبدین حکمت یار نے قسم کھائی ہے کہ اگر ربانی افغانستان کے صدر رہے تو وہ کابل کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔

○ سرحد اسمبلی میں آئی جے آئی اور اے این پی کی مخلوط حکومت کو اس وقت بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا جب کہ حکومت کے پانچ وزیروں کے مقابل پر تمام ۴۵ اراکین نے حکومت کے خلاف رائے دی۔ یہ رائے شماری خصوصی کمیٹی کی ایک رپورٹ پر ہوئی تھی جس نے وزیر اعلیٰ کے مشیروں اور کمشنروں کے عہدے ختم کرنے کی سفارش کی تھی۔

○ پیپلز پارٹی کے دو ممبران فیصل صالح حیات اور نذیر سلطان نے صدر مملکت سے جو ملاقات کی ہے اس پر ان دونوں سے ان کی پارٹی نے وضاحت طلب کر لی ہے۔

○ اراکین اسمبلی میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم کے سوال پر قومی اسمبلی میں زبردست نوک جھونک ہوئی۔ کئی اراکین ایک ساتھ کھڑے ہو کر بولنے لگے۔ ایک رکن نے دوبار واک آؤٹ کی دھمکی دی۔ ڈپٹی سپیکر نے اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسمبلی کو اسی طرح مذاق بنایا گیا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔

○ اجتماعی آبرو ریزی کے واقعات کی روک تھام کے لئے صوبائی حکومتوں کو سخت ہدایات دی گئی ہیں۔ وزیراعظم نے ذاتی طور پر ایسے واقعات کا نوٹس لیا ہے جس کے مثبت نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ یہ بات وفاقی وزیر چوہدری امیر حسین نے اپوزیشن کے استفسار پر قومی اسمبلی کو بتائی۔

○ باخبر ذرائع نے بتایا ہے کہ افغانستان کی حزب اسلامی نے امریکی کمانڈوز سے مقابلہ کرنے کے لئے سٹنگر میزائیل نصب کر دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ حزب اسلامی نے افغانستان کے اندر کام کرنے والی غیر ملکی امدادی تنظیموں کی گاڑیوں اور ان کی سرگرمیوں کی بھی نگرانی شروع کر دی ہے۔

○ ابوظہبی میں دفاعی سامان کی نمائش کے موقع پر فائرنگ کا زبردست مظاہرہ کیا گیا یہ مظاہرہ وفاقی وزیر دفاع سید غوث علی شاہ نے بھی دیکھا۔

○ سابق نگران وزیراعظم مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ وفاقی کابینہ میں ہمارے بہت سے ساتھی وقت آنے پر ہم کا ساتھ دیں گے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ چند دنوں میں حالات نئی کروٹ لیں گے۔

○ عباس پور کے سرحدی گاؤں میں بھارتی فوج کی فائرنگ سے دو عورتیں شدید زخمی ہو گئیں۔ بلا اشتعال فائرنگ کا سلسلہ ایک ہفتے سے جاری ہے۔ مقامی آبادی گھروں میں بند رہنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

○ ایم کیو ایم اور جئے سندھ کے ۸ رہنماؤں سمیت ۱۱ افراد کو اشتہاری قرار دے دیا گیا ہے۔

○ پاکستانی کرکٹ ٹیم کے نوجوان کھلاڑی انضمام الحق کی انگلی ٹوٹ گئی ہے۔ خطرہ ہے کہ وہ دورہ جنوبی افریقہ کے بقیہ میچ نہیں کھیل سکیں گے۔

○ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں پولیس اور طلباء کے درمیان فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی۔

○ وزیراعظم نے سرکاری افطار پارٹیوں پر پابندی لگا دی ہے۔ ہر سال اس طریق سے دس کروڑ روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔

○ لاہور ہائیکورٹ نے ایک اخبار کے چیف ایڈیٹر کو ذاتی طور پر عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا ہے تاکہ اخبار میں شائع ہونے والے ایک سکینڈل کی وضاحت کر سکیں۔

○ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اخراجات میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔

○ لائن آف کنٹرول پر بھارتی فوج کی نقل و حرکت میں اضافہ ہو گیا ہے سرحدی علاقوں میں چیکنگ اور نگرانی کا انتظام اور زیادہ سخت کر دیا گیا ہے۔ اوڑی اور راجوری سیکٹر میں خفیہ ایجنسیاں بھی متحرک ہو گئی ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے گورنر مسٹر سکسینہ نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی ناکامی کا اعتراف کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں کشمیری نوجوانوں کی کارروائیوں کی شدت پر حیران ہوں قابو پانے کے لئے تازہ دم فوج بھیجی گئی لیکن الٹا ہمیں زبردست مار پڑی۔

○ جنوبی افریقہ کی کرکٹ ٹیم کے کپتان کیپلر ویسلز نے کہا ہے کہ پاکستان اتفاقیہ نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ورلڈ چیمپئن ہے۔ وسیم اکرم اور وقار یونس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ دونوں باؤلر "آندھیاں" ہیں۔

○ ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خمینی مرحوم کے جانشین آیت اللہ حسین علی منتظری کو گرفتار کر کے تہران سے پہنچا دیا گیا۔ اس امر کا انکشاف برطانوی اخبار انڈیپنڈنٹ نے کیا۔ بعض اطلاعات کے مطابق انہیں بعد میں رہا کر دیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق انہیں آیت اللہ خامنہ ای اور ان کے حامیوں کے درمیان جھڑپوں کے بعد گرفتار کیا گیا ہے۔

○ آل انڈیا ریڈیو نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان بھارت میں دہشت گردی کا نیا منصوبہ بنا رہا ہے۔

○ ملتان کی بجائے بہاولپور میں ٹیلی ویژن سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

فلو کیوریٹو سمیل

FLU CURATIVE SMELL

ٹیکے کی طرح تیز اثر اور عطر کی طرح بے ضرر

کھانسی، زکام، نزلہ، انفلوئنزا

چھینکوں، ناک کی بندش، گلے کی خرابی، نیز نظام تنفس کی تمام تکالیف میں دو چار بار سونگھنے سے آرام۔ ایک شیشی تمام گھر کیلئے کافی ہے۔ میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت (MONEY BACK GUARANTEE) کے ساتھ فروخت کر سکتے ہیں۔

قیمت: پاکستان میں ۲۰/۰۰ روپے، ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) ۱۰/۰۰ روپے
ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5$ مع ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ)
لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔

موجد:- ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر۔ آر ایم پی۔ ایم اے ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔ مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن۔

پیشکش: **کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل**
گولبازار- ربوہ
فون: آفس ۱۷۷۔ کلینک ۶۰۶۔ رہائش ۶۰۷

ضرورت ہے

۱۔ آٹو ربڑ سپیئر پارٹس کا کام سیکھنے والے لڑکے جن کی عمر ۱۸ تا ۲۵ سال ہو۔ دوران ٹریننگ ۸۰۰/- روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ رہائش فری ہوگی۔

مبان بھائی

پتہ: ۸۔ پٹہ کمانی فیکٹری گلی نمبر ۵ نزد الفرخ مارکیٹ کوٹ شہاب دین جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور۔ فون: ۲۷۰۹۳۶، ۲۷۱۷۷۹